موجزن تھا - میدانِ جہاد میں ہوں یا مسندِ درس پر، ہر مقام اور ہر حال میں آنحضرت کا اُسوۂ حسنہ ان کے پیشِ نگاہ رہتا -

۱۲ــ سعد بن ہشام انصاری :- یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور تابعی تھے - انھوں نے حضرت انسؓ سے بھی روایتِ حدیث کی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی سماعِ حدیث کا شرف حاصل کیا - علاوہ ازیں ہشام بن عامر انصاریؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور سمرہؓ بن جندب ایسے جلیل القدر صحابہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا - بعد ازاں خود سرگرمِ درسِ حدیث ہوئے - جن حضرات نے ان کے حلقۂ درسِ حدیث میں شمولیت کی ان میں حسن بصری، حمید بن ہلال، زرارہ بن ابی اوفیٰ اور حمید بن عبدالرحمٰن کے اسمائے گرامی خصوصیت سے لائقِ تذکرہ ہیں -

حسن بصری فرماتے ہیں کہ سعد بن ہشام نے سرزمینِ مکران میں شہادت پائی - ان کے الفاظ ہیں قتل فی الارض مکران علی احسن حالہ یعنی سعد بن ہشام اپنی تمام اچھائیوں کے ساتھ مکران میں شہید کیے گئے - غور کیجیے [illegible] امام حسن بصری [illegible] القدر تابعی [illegible] مکران [illegible] [illegible] [illegible] جمع کر دیئے گئے ہیں -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابن حبان نے لکھا ہے کہ انھوں نے [illegible] [illegible] [illegible] -

[illegible]

[illegible] کرتے تھے -

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سعد بن ہشام نے سرزمینِ ہند میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہدِ خلافت میں مرتبۂ شہادت پایا۔

۱۳ — سعید بن اسلم کلابی :- یہ بنی ربیعہ بن کلاب سے تعلق رکھتے تھے اور تابعی تھے - امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے کہ سعید بن اسلم نے اپنے موالی سے جو بنی غفار سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، روایتِ حدیث کی - خود سعید بن اسلم نے بھی درس حدیث کی مسند بچھائی اور ان سے بکیر بن اشجع وغیرہ نے سماعِ روایت کی - ابن حبان نے ان کو تابعین میں شمار کیا ہے -

ابن ماکولا کا کہنا ہے کہ سعید بن اسلم سندھ کے والی تھے اور ان کے والد اسلم بن زرعہ کے سپرد خراسان کی ولایت تھی -

یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن اسلم مکران کے والی بھی رہے اور وہیں شہید ہوئے - جب تک یہ سندھ میں رہے ترویجِ علمِ حدیث کو اپنا مطمح نظر ٹھہرائے رکھا۔

۱۴ — موسیٰ سیلانی :- یہ تابعی تھے اور سندھ سے تعلق رکھتے تھے - انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی - مقدمہ ابن الصلاح کے بیان معرفۃ الصحابہ میں حضرت انس سے موسیٰ سیلانی کی ایک ملاقات کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے -

لقیت انس بن مالک فقلت ھل بقی من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد غیرک ؟ فقال بقی ناس من الاعراب نقد راٰوہ ، اما من صحبہ فلا -

یعنی ابو موسیٰ سیلانی کہتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک سے ملا، اور ان سے پوچھا، کیا آپ کے سوا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی اور صحابی باقی ہے ؟ فرمایا چند ایسے اعراب باقی ہیں، جنہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو ہے مگر ان کو آپ سے شرفِ صحبت حاصل نہیں ہے -

ابو موسیٰ سیلانی وہ تابعی تھے جو علاقۂ سندھ کے رہنے والے تھے اور جنہوں نے اس خطے میں علمِ حدیث کی نشر و اشاعت کے لئے کوششیں کیں -

۱۵ - یزید بن ابو کبشہ بن یسار :- یہ وہ تابعی تھے جن کو حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک نے بصرے کے منصبِ ولایت پر مامور کیا تھا - انہوں نے حضرت شرجیل بن اوس، حضرت ابوالدرداؓ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ سے روایتِ حدیث کی سعادت حاصل کی - بعد میں خود درسِ حدیث کا آغاز فرمایا - ان سے ابو بشر، حکم بن عتبہ، معاویہ بن قرہ اور ابراہیم بن عبدالرحمن نے احادیث روایت کیں -

ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے -

یزید بن ابو کبشہ سفر میں روزہ رکھنے کے قائل تھے اور روزہ رکھتے تھے - ان کے حالات میں لکھا ہے -

فکان یزید بن ابی کبشہ یصوم فی السفر

یعنی یزید بن ابو کبشہ حالتِ سفر میں روزہ رکھتے تھے -

حجّاج کے زمانے میں امیرِ جنگ کے عہدے پر متعین رہے -

ان سے جو روایات مروی ہیں، ان میں سے ایک روایت مستدرک حاکم میں بطریقِ ابی بشر مروی ہے - اس کے الفاظ یہ ہیں -

سمعت یزید بن ابی کبشۃ یخطب بالشام یقول سمعت رجلا من اصحابِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، یحدث عبدالملک بن مروان، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، قال من شرب الخمر فاجلدوہ -

یعنی ابو بشر کہتے ہیں، میں نے شام میں یزید بن ابو کبشہ سے خطبے کے دوران سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے سنا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کو بتا رہے تھے کہ کوئی شخص شراب نوشی کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ -

ایک روایت امام محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں بھی نقل کی ہے جو یزید بن ابو کبشہ، حضرت ابوالدردا سے روایت کرتے ہیں -

یزید بن ابی کبشہ ۹۶ھ میں سندھ آئے، لیکن یہاں آنے کے صرف اٹھارہ

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سعد بن ہشام نے سرزمینِ ہند میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہدِ خلافت میں مرتبۂ شہادت پایا۔

۱۴ — سعید بن اسلم کلابی :- یہ بنی ربیعہ بن کلاب سے تعلق رکھتے تھے اور تابعی تھے۔ امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے کہ سعید بن اسلم نے اپنے موالی سے جو بنی غفار سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، روایتِ حدیث کی۔ خود سعید بن اسلم نے بھی درسِ حدیث کی مسند بچھائی اور ان سے بکیر بن اشجع وغیرہ نے سماعِ روایت کی۔

ابن حبان نے ان کو تابعین میں شمار کیا ہے۔

ابن ماکولا کا کہنا ہے کہ سعید بن اسلم سندھ کے والی تھے اور ان کے والد اسلم بن زرعہ کے سپرد خراسان کی ولایت تھی۔

یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن اسلم مکران کے والی بھی رہے اور وہیں شہید ہوئے۔ جب تک یہ سندھ میں رہے ترویجِ علمِ حدیث کو اپنا مطمحِ نظر ٹھہرائے رکھا۔

۱۷ — موسیٰ سیلانی :- یہ تابعی تھے اور سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ مقدمہ ابن الصلاح کے بیان معرفۃ الصحابہ میں حضرت انس سے موسیٰ سیلانی کی ایک ملاقات کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

> لقیت انس بن مالک فقلت ھل بقی من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد غیرک ؟ فقال بقی ناس من الاعراب نقد راٰوہ، اما من صحبہ فلا۔

یعنی ابو موسیٰ سیلانی کہتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک سے ملا، اور ان سے پوچھا، کیا آپ کے سوا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی اور صحابی باقی ہے؟ فرمایا چند ایسے اعراب باقی ہیں، جنہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو ہے مگر ان کو آپ سے شرفِ صحبت حاصل نہیں ہے۔

ابو موسیٰ سیلانی وہ تابعی تھے جو علاقۂ سندھ کے رہنے والے تھے اور جنہوں نے اس خطے میں علمِ حدیث کی نشر و اشاعت کے لئے کوششیں کیں۔

١٥- یزید بن ابو کبشہ بن یسار:- یہ وہ تابعی تھے جن کو حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک نے بصرے کے منصبِ ولایت پر مامور کیا تھا - انہوں نے حضرت شرجیل بن اوس، حضرت ابوالدرداؓ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ سے روایتِ حدیث کی سعادت حاصل کی - بعد میں خود درسِ حدیث کا آغاز فرمایا - ان سے ابو بشر، حکم بن عتبہ، معاویہ بن قرہ اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے احادیث روایت کیں -

ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے -

یزید بن ابو کبشہ سفر میں روزہ رکھنے کے قائل تھے اور روزہ رکھتے تھے - ان کے حالات میں لکھا ہے -

فکان یزید بن ابی کبشہ یصوم فی السفر

یعنی یزید بن ابو کبشہ حالتِ سفر میں روزہ رکھتے تھے -

حجّاج کے زمانے میں امیرِ جنگ کے عہدے پر متعیّن رہے -

ان سے جو روایات مروی ہیں، ان میں سے ایک روایت مستدرک حاکم میں بطریق ابی بشر مروی ہے - اس کے الفاظ یہ ہیں -

سمعت یزید بن ابی کبشۃ یخطب بالشام یقول سمعت رجلا من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحدث عبدالملک بن مروان، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، قال من شرب الخمر فاجلدوہ -

یعنی ابو بشر کہتے ہیں، میں نے شام میں یزید بن ابو کبشہ سے خطبے کے دوران سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے سنا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کو بتا رہے تھے کہ کوئی شخص شراب نوشی کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ -

ایک روایت امام محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں بھی نقل کی ہے جو یزید بن ابو کبشہ، حضرت ابوالدردا سے روایت کرتے ہیں -

یزید بن ابی کبشہ ٩٦ھ میں سندھ آئے، لیکن یہاں آنے کے صرف اٹھارہ

دن بعد انتقال کر گئے ۔

یہ ان ستیئس عالی مقام تابعین میں سے پندرہ حضرات کا مختصر سا تذکرہ ہے جو اس برصغیر کے بعض اطراف واکناف میں تشریف لائے ۔

تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ برصغیر کے چند علاقے پہلی صدی ہجری ہی میں علم حدیث سے آشنا ہو گئے تھے ۔ پہلی جماعت جس نے اپنے قول وعمل سے یہاں کے باشندوں کو علمِ حدیث سے روشناس کرایا، رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان پچیس صحابہ کرام کی مقدس جماعت تھی جو مختلف اوقات ومواقع میں ۱۵ سے ۶۴ھ (یعنی عہدِ عمر فاروق سے لے کر دورِ یزید) تک یہاں آئے ۔

اس کے علاوہ صحابہ کے تلامذۂ عظّام (یعنی تابعین کی وہ جماعت یہاں علم حدیث پہنچانے کا ذریعہ بنی جس کے متعدد ارکان کی قدم بوسی کا اس سرزمین کو شرف حاصل ہوا ۔

ان حضرات کا شمار آنحضرتؐ کے ارشاد کی رُو سے خیرالقرون میں ہوتا ہے ۔ حدیث کی محبت ان کے رگ و ریشے میں رچی ہوئی تھی تعلیماتِ نبوی کا یہ عملی نمونہ تھے ۔ انہوں نے اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھیں ۔ ان میں سے اکثر جہاد کی غرض سے یہاں آئے ۔ اسلام میں جہاد کو بنیادی عبادت کی حیثیت حاصل ہے اور آنحضرتؐ کی دعوت کو عوام تک پہنچانے کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے ۔ زمانۂ جنگ میں ان کے کردار سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے ۔

یہ تو پتا نہیں چل سکا کہ اُس دور میں برصغیر میں حدیث کا کوئی مجموعہ تحریر وکتابت کی صورت میں مرتب ہوا ہو ۔ البتہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض مقامات پر تابعین کے زمانے میں مسجدیں تعمیر ہوئیں، درسِ حدیث کے سلسلے شروع ہوئے ۔ طالبانِ حدیث کے بہت سے حلقے قائم ہوئے، اور اس طرح بہت جلد یہ علم برصغیر کے متعدد گوشوں میں پھیل گیا ۔

دوسرے سالانہ
محاضراتِ قرآنی
(منعقدہ ۱۹ر تا ۲۳ر مارچ ۱۹۸۲ء)
کی اجمالی رپورٹ

از قلم : ڈاکٹر عبدالسمیع
فیلو (رفیق) قرآن اکیڈمی

نوٹ : ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے اس رپورٹ میں ان مقالات اور تقاریر کی رپورٹنگ قدرے تفصیلی انداز میں کی ہے جو حکمت قرآن میں شائع نہیں ہوئے۔ لہذا قارئین کو اگر کہیں کوئی علمی یا ادبی سہو اس میں نظر آئے تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اسے رپورٹنگ کی سہو متصور کیا جائے۔ (ادارہ)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام دوسرے سالانہ محاضرات قرآنی کا انعقاد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں ۱۹ تا ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء کو عمل میں آیا۔ پہلے اور آخری روز اس کے اجلاس نماز عصر سے نماز عشاء تک ہوئے جبکہ درمیانی ایام میں روزانہ مغرب اور عشاء کے مابین طویل نشستیں ہوئیں۔

جمعۃ المبارک ۱۹ر مارچ ۸۲ء کی صبح ہی سے جامع القرآن میں آیات قرآنی اور دعوت قرآنی کے خوبصورت پوسٹر دیواروں پر آویزاں کر دیئے گئے۔ مسجد کے جنوبی طرف پختہ سٹیج سے نیچے تقریباً ایک فٹ اونچا ایک سٹیج تیار کیا گیا جس پر مسجد کی مناسبت سے، فرشی نشست کا اہتمام کیا گیا۔

محاضرات قرآنی کا افتتاحی اجلاس بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ جس میں مبصر حیدر آباد اور مہتمم وصدر مدرس جامعہ اسلامیہ حیدر آباد، مولانا سید وصی مظہر ندوی مدظلہ العالی نے "شریعتِ اسلامی کے مآخذ اور قرآنِ حکیم سے تخریجِ احکام کے اصول"

پر مفصل خطاب فرمایا۔ حاضری کافی حوصلہ افزا تھی حاضرین نے بڑی توجہ سے فاضل مقرر کے خیالات کو سُنا مولانا نے اپنی تقریر کا آغاز دین اسلام کے جامع اور مکمل ہونے کے تذکرے سے فرمایا اور توجہ دلائی کہ یہ زمانے کی حدود و قیود سے آزاد ہے لہٰذا شریعت کے مآخذ بھی ایسے ہونے چاہییں جو تمام ضروریات کو پورا کریں ۔۔۔ آپ نے شریعت کے چار مآخذ قرار دیئے ۔

(i) قرآن حکیم (ii) سنت یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کا ثابت شدہ طریقہ ۔ سُنّت کے ضمن میں انہوں نے وضاحت فرمائی کہ اس کا علم احادیث کے ذخیرے سے حاصل ہوتا ہے ۔ (iii) قیاس یعنی جن معاملات یا مسائل میں قرآن و سُنّت میں کوئی منصوص حکم موجود نہ ہو وہاں قرآن و سنّت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور کسی اور حکم سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے مسئلے کو حل کیا جائے۔ قیاس کے ضمن میں مولانا نے فرمایا کہ جو شخص قیاس کے ذریعے کوئی حکم اخذ کرتا ہے اس پر وہ حکم واجب ہے نیز یہ کہ قیاس کرنے والا یعنی مجتہد "مصیب" بھی ہو سکتا ہے اور "مخطی" بھی بہر صورت وہ اجر کا حقدار ہوتا ہے اگرچہ نصف ہی کیوں نہ ہو۔ قیاس کے دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے قرآن مجید کی دعوتِ فکر و اعتبار کا حوالہ دیا اور سُنت سے قیاس کے جواز میں مولانا نے حضرت معاذ ابن جبل کے حاکم بنا کر بھیجے جانے کے وقت حضورؐ کے سوالات اور حضرت معاذؓ کے جوابات پر حضورؐ کی تصویب کا حوالہ دیا ۔ (iv) اجماع : یعنی کسی دور میں قیاس پر اُمّت کا جمع ہو جانا ۔ اس ضمن میں مولانا نے وضاحت فرمائی کہ اجماع قرآن کے کسی حکم کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے، سُنّت کے کسی حکم کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

اس کے بعد فاضل مقرر موضوع کے دوسرے جزو کی طرف آئے یعنی "قرآن حکیم سے تخریج احکام کے اصول" اس سلسلے میں آپ نے مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنے پر زور دیا ۔

۱ ۔ قرآن مجید کی حیثیت :۔ یہ کہ جس کتاب سے ہم قانون اخذ کرنے چلے ہیں وہ کوئی کتابِ قانون نہیں بلکہ وحی الٰہی ہے جو بندوں کی رہنمائی کے لئے اتاری گئی ہے ۔

۲ - کتاب کی نوعیت : - یہ کہ قرآن مجید عام نوعیت کی کتاب نہیں ہے جس میں متعین ابواب ہوتے ہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جس میں قوانین کے ذکر ساتھ اخلاق، عقائد اور عبادات کا بھی تذکرہ ہے -

" لہذا صرف ایک آیت نہیں پورا قرآن مجید سامنے ہونا چاہیئے " نیز پورے حالات سامنے ہونے چاہئیں اور قانون سازی کا " صحیح مقصد " بھی پیشِ نظر ہونا ضروری ہے " صحیح مقصد " کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے درج ذیل اُمور کو قانون سازی کے بنیادی مقاصد قرار دیا :

ا - انسان اللہ کی بندگی بجا لائیں -

ب - دُنیا امتحان گاہ ہے اور اس میں انسان کے حُسن کردار کا امتحان ہے - لہذا قانون بھی ایسا چاہیئے جو تمہیں اس امتحان میں کامیاب کرے -

ج - اس سے معروف کا قیام اور منکر کا استیصال ہو تاکہ حکمِ الٰہی " الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر " کی منشا پوری ہو جائے -

د - قوانین انسان کی فطرت سے ہم آہنگ ہوں -

ر - عدل و انصاف قائم کرنا پیشِ نظر ہو -

س - قوانین میں توسط اور اعتدال ہونا چاہیئے -

ص - دفعِ حرج - بندوں پر تنگی اور تشدد نہ ہو -

(ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم)

ط - قلتِ تکالیف : - حتی الوسع کوشش کی جائے کہ ضوابط کے ذریعے لوگوں کو باندھ کر نہ رکھا جائے -

ع - قرآن کے نظم اور ترتیب کو ملحوظ رکھنا - کہیں سے کوئی ایک آیت لے کر قانون بنانا درست نہیں -

ف - فہم قرآن اور تدبرِ قرآن کے لئے اُمت کی سابقہ کوششوں کو نظر انداز کرنا درست نہ ہوگا -

آپ نے آخر میں وضاحت فرمائی کہ " سنت متواتر " کے ذریعے قرآن حکیم کے عام

حکم میں تخصیص ہو سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ مگر "خبر واحد" سے قرآن کے کسی حکم کی تردید نہیں ہو سکتی ۔

پہلا باقاعدہ اجلاس :- اس افتتاحی تقریب کے بعد محاضرات قرآنی کا پہلا باقاعدہ اجلاس بعد نماز مغرب منعقد ہوا ۔ پروگرام کے مطابق اس اجلاس کی صدارت جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد مالک کاندھلوی نے فرمائی ۔ اس اجلاس کا موضوع تھا "مسئلۂ مزارعت اور احادیث نبویہ" (علے صاحبہا الصّلوٰۃ و السلام) اس موضوع پر ایک ضخیم اور فکر انگیز مقالہ مولانا محمد طاسین صاحب، صدر مجلس علمی کراچی، تحریر فرما کر لائے تھے ۔ اسی کا ایک خلاصہ مولانا موصوف نے پیش فرمایا ۔ اس اجلاس میں مولانا محمد اسحاق بھٹی اور حافظ عبدالرحمن صاحب المدنی کو بھی مذاکرے میں حصہ لینا تھا مگر وہ ناگزیر وجوہات کی بنا پر تشریف نہ لا سکے البتہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب کا مختصر مگر جامع مقالہ ہمیں موصول ہو گیا جس کو پڑھ کر سنا دیا گیا ۔ حضرت مولانا نے مختصر الفاظ میں مزارعت پر کلام کیا اور امام ابو حنیفہ کی رائے یعنی مزارعت کے عدم جواز کو اصل حکم اور اس کے جواز میں قاضی ابو یوسفؒ کی رائے کو رخصت سے تعبیر فرمایا ۔

جناب مولانا محمد طاسین صاحب نے اپنے حد درجہ محققانہ مقالے کا آغاز موضوع کی اہمیّت کو ان الفاظ سے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ مزارعت کے ضمن میں مسئلہ کی نوعیّت شریعت و فقہ اسلامی میں "اولیٰ" اور "مصیب" کی نہیں "صحیح" یا "بطلان" کی ہے ۔ صحت کی صورت میں دو طبقات وجود میں آتے ہیں یعنی "ادنیٰ" اور "اعلیٰ" جبکہ بطلان کی صورت میں کاشتکار ہی مالک ہیں ۔ اس اعتبار سے انہوں نے یہ بات بڑی شدّتِ تاثر کے ساتھ کہی کہ مزارعت کے مسئلے میں کوئی حتمی رائے قائم کئے بغیر اسلامی نظام معیشت کا تعیّن ناممکن ہے ۔ مولانا نے مسئلہ مزارعت کو پانچ سطحوں پر پرکھا ۔ جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) مزارعت اور قرآن حکیم ۲ ۔ مزارعت اور مرفوع احادیث
۳ ۔ مزارعت اور احادیث
۴ ۔ مزارعت اور آثار صحابہ (۵) مزارعت اور آثار تابعین